جنگِ آزادی 1857ء کے بعد ادبِ سیرت ﷺ میں ہندو سیرت نگاروں کے رجحانات

Trends of Hindu Seerah Writers in Seerah Literature after War of Independence of 1857

Dr. Noreen Butt
Assistant Professor, Institute of Arabic & Islamic Studies,
GC Women University, Sialkot
Email: noreen.butt@gcwus.edu.pk

ABSTRACT

It is the pride of the religion of Islam that where Allah has committed to the preservation of the Qur'an, also arranged to make the circumstances and life of the Prophet an authentic part of history so there is no room for any doubt or objection regarding the authenticity of Islam. Therefore, every aspect of the life of the prophet, is not only shining its own, but it is brightening the whole humanity. Regular compilations in the form of biographies were embellished and until today, the biographies of the Prophet are being presented with different aspects and approaches.

Along with the services of Muslim historians and seerah writers, Hindu writers also have been making the biography of the Prophet their subject.

Regardless of the fact that there are both appreciating and critical styles of writing in it, they worked in different methods and approches in both these trends. There are certain reasons and for adopting each of the two trends that are important for a researcher to be aware of these motives.in this article trends of hindu seerah literature and their methodology and purposes behind their writings have been discussed.

Keywords: Seerah Literature, Hindu Writers, Seerah, Subcontinent

کسی کلام یا کتاب کی حقانیت کے اثبات میں سب سے بڑی دلیل، اس کے مخبر یا صاحبِ کتاب کی بے داغ شخصیت اور اس کا اعلیٰ کردار ہوتا ہے خواہ وہ مختصر صحیفہ ہو یا ضخیم مجموعہ کتب جب تک اس کی نسبت جس فرد یا جماعت کے ساتھ قرار دی جارہی ہوتی ہے اس کی صداقت و امانت ثابت نہ ہو اس کی قدامت اور دیگر براہین ہیچ ہیں ۔ آج تک مذہبی و روحانی پیشوا و مصلحین جن سے مختلف مذاہب کی کتب منسوب ہیں اور ان کے پیروکار ان کے آسمانی کلام ہونے کے دعوے دار ہیں تاریخی اعتبار سے ان کے حالات مستند نہیں گردانے جاسکتے ۔یہودیت و عیسائیت جن کی تاریخ کا اہم ماخذ بائبل ہے کئی بار مکمل تباہ ہوئی اور دوبارہ تالیف ہوئی، مزید بر آں اس کے حامل اس میں تحریف کے مرتکب بھی ہوئے جب کہ غیر سامی مذاہب جن میں ہندو ،بدھ، جین وغیرہ زیادہ اہم ہیں ان

کے بانیان اوراہم مذہبی شخصیات کے سوانح وحالات مافوق الفطرت روایات وقصص پر مبنی ہیں جن میں سیرت کا پہلو کہیں نظر نہیں آتا بلکہ مبالغہ آرائی کے سبب ان کی حیثیت افسانوی کرداروں سے زیادہ نہیں رہتی یوں ان سے منسوب وہ کتب جس کے خدائی کلام ہونے کا دعوٰی کیا جاتا ہے ان کی استنادی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ ادیانِ عالم میں یہ فخر دینِ اسلام کو حاصل ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے جہاں قرآن کی محفوظیت کا التزام کیا وہاں صاحبِ قرآن کے حالات وسیرت کو تاریخ کا مستند حصہ بنانے کا اہتمام بھی کیا تاکہ حقانیتِ اسلام سے متعلق کسی شک یا اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے چنانچہ سیرتِ طیبہ کا ہر گوشہ مثلِ آفتاب نہ صرف خود روشن ہے بلکہ پوری انسانیت پر ہدایت کی ضوءفشانی کررہا ہے۔ آپ کے خصائل وشمائل آپ کی حینِ حیات محفوظ ہوئے جو بعد ازاں کتبِ حدیث، کتب تاریخ اور باقاعدہ تالیفاتِ سیرت کی صورت میں زینتِ قرطاس ہوئے اور آج تک آپ ﷺ کے سوانح وسیرت مختلف جہات اور مناہج کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں۔

سیرت نگاری میں مسلم مورخین وسیرت کے محققین کی خدمات کے ساتھ غیر مسلم مصنفین کا ایک بڑا ذخیرہ بھی ملتا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ اس میں توصیفی وتنقیدی دونوں نمطِ تحریر موجود ہیں بہرحال یہ حبیبِ خدا ﷺ کی منفرد ذات ہے جس کے اوصاف بیان کرنے والے صرف اس کے پیروکار ہی نہیں اس کے مخالف بھی ہیں۔

مستشرقین کے ادبِ سیرت پر عظیم علمی ذخیرہ سے کسی کو انکار نہیں لیکن ہندوستان کے غیر مسلم بھی اس میدان میں کسی طور پیچھے نہیں ہے، جن میں ہندو، سکھ، اور مسیحی شامل ہیں۔ اگرچہ وہ مستشرقین کی طرح رجحان ساز حیثیت تو حاصل نہ کرسکے لیکن سیرت نویسی میں کافی اہمیت کی حامل تصانیف کا اضافہ ضرور کیا۔ مسیحی اور سکھ مذہب کے مقابلہ میں ہندو نہ صرف قدیم اور ہندوستان کا اکثریتی مذہب ہے بلکہ اسلام کے عقیدہ توحید کے برعکس کثرت پرستی پر قائم ہے اس کے باوجود صدیوں سے ہندو مصفین سیرتِ رسول کو اپنا موضوع تصنیف بناتے رہے ہیں۔ البتہ اردو میں سیرتِ رسول ﷺ کی تحقیق و تالیف کا باقاعدہ آغاز انیسویں صدی عیسوی کے تقریباً نصف میں ہوا۔ بالخصوص 1857ء کے بعد یہ سلسلہ تیز تر ہو گیا۔ ابتداء میں مسلمان علماء نے سیرت کے موضوع پر قلم اٹھایا بعد ازاں اس زمانے میں اردو کے رواج کے باعث متعدد ہندو مصفین نے بھی اس کو ذریعہ اظہار بنایا اور اسلام، قرآن اور سیرتِ رسول پر تحاریر مرتب کیں۔ علومِ اسلامیہ اور سیرت سے متعلق ہندو مصنفین کی تصانیف زیادہ تر انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کی ابتداء میں سامنے آئیں۔ اگرچہ کئی ہندو مصنفین نے عدم واقفیت یا مذہبی تعصب کی بناپر ہندی اور سنسکرت یا اپنی علاقائی زبان کو اختیار کیا، دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے متعلقہ لٹریچر کو کافی حد تک نہ صرف ترجمہ کیا گیا بلکہ بقدرِ ضرورت ان کا جواب بھی دیا گیا۔

اہم ہندو سیرتی ادب کا جائزہ

ہندو مصنفین نے سیرت رسول ﷺ پر بہت سی کتب تحریر کیں ان میں سے چند اہم کا تذکرہ ترتیبِ زمانی کے مطابق حسبِ ذیل ہے۔

1. سوانح عمری محمد

لالہ پنڈت رلیارام گولاٹی کی "سوانح عمری محمدؐ" (۱۸۹۲ء) سیرت رسول پر ہندوستان میں کسی غیر مسلم مصنف کی اردو میں پہلی نثری کتاب شمار ہوتی ہے، فی الحقیقت یہ 1850ء میں انگریزی میں شائع ہونے والی واشنگٹن ارونگ کی کتاب " Life of Mahomet "کا اردو ترجمہ ہے[1]۔

2. سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب بانی اسلام

شر دھے پرکاش دیو جی کی تصنیف ہے جو پہلی بار لاہور سے ۱۹۰۷ء میں طبع ہوئی۔ شر دھے پرکاش براہمو سماج کے پرچارک تھے۔ براہمو سماج ہندوؤں کی اصلاحی تحریک تھی جس کی بنیاد رام موہن رائے نے بنگال میں رکھی تھی یہ بت پرستی کے خلاف تھی اور اس کی تعلیمات میں وحدتِ ادیان کا نظریہ سب سے اہم تھا چنانچہ ان کا دیگر مذاہب کے ساتھ رویہ کافی نرم تھا۔ شر دھے پرکاش دیو جی نے اسی مقصد کے تحت رسول اللہ کے سوانح پر کتاب تالیف کی اور آپ کو ایک نبی کی بجائے ایک مصلح کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ اس کتاب میں حوالہ جات تقریباً مفقود ہیں البتہ کہیں کہیں شعر کی صورت میں بھی آپ ﷺ کے محاسن بیان کئے ہیں۔

3. رنگیلا رسول

مصنف کتاب سوامی پنڈت جموپتی مہاشے نامی متعصب ہندو تھا، یہ شانِ رسول ﷺ میں گستاخی کا مرتکب ہوا اور رسول ﷺ کی پاکیزہ ازدواجی زندگی کو اپنی غلیظ سوچ کا نشانہ بنایا۔ میور کی کتاب کے حوالے سے پچیس سالہ پاکدامن زندگی کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی۔ ازواجِ مطہرات کے بارے میں ہرزہ سرائی کی ۔حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے واقعہ کو مسخ کرکے پیش کیا کثرتِ ازدواج کے سلسلہ میں بدکلامی میں تمام حدود کو پار کر گیا اولادِ نبی ﷺ کی موت کو سائنس سے جوڑ کر بدتمیزی کا مرتکب ہوا حالتِ وحی کا مذاق اُڑایا۔ یہ کتاب پہلی بار 1927ء میں شائع ہوئی۔ انجام کے ڈر سے پبلشر راج پال نے مصنف کا نام شائع نہ کیا۔ ہندو مسلم فسادات شروع ہوگئے اور راج پال کو پانچ سال کے لئے گرفتار کرلیا گیا لیکن رہائی کے فوری بعد غازی علم دین شہید کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کے رد میں "مقدس رسول" نامی کتاب تحریر کی۔ اس کتاب کی نشر و اشاعت پر پابندی لگادی گئی اس کا اصل نسخہ برٹش لائبریری میں موجود ہے۔

4. آفتابِ حقانیت المعروف عرب کا چاند

یہ کتاب ایک ہندو نوجوان سوامی لکشمن پرشاد کی تصنیف ہے جس کا اصل نام کرشن کنور دت شرما تھا[2] جس کا تعلق ہندوستان کے شہر حصار سے تھا اس نے چھبیس سال کی عمر میں وفات پائی، مگر اپنی مختصر زندگی میں رسولِ کریم ﷺ کے سوانح و سیرت پر عرب کا چاند کے نام سے خوبصورت کتاب لکھی جو زیورِ اشاعت سے آراستہ ہوئی اس کی اول طباعت و اشاعت کا سن نا معلوم ہے البتہ دوسری اشاعت پر 1932ء درج ہے۔ یہ کتاب ادیبانہ رنگ میں اکثر لوازماتِ سیرت نگاری سے متصف ہوتے ہوئے ندرت و جدتِ انداز کے اعتبار سے زبانِ اردو کے خزینۂ ادب کے لئے سرمایۂ فخر و مباہات ہے مصنف موصوف نے جس شائستہ بیانی، حق شناسی اور خلوصِ نیت سے شانِ رسول ﷺ میں گل ہائے عقیدت پیش کئے اس سے قبل کوئی ہندو سیرت نگار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔[3]

5. حضرت محمد اور اسلام

یہ کتاب پنڈت سندر لال کی دیگر مذاہب پر لکھی جانے والی ایک ضخیم کتاب کا حصہ ہے جو 1942 کو شائع ہوا، قبل ازیں پیغمبرِ اسلام کے نام سے سلیمی پریس الہ آباد سے ۱۹۳۳ء میں ان کی ایک تقریر بھی طبع ہوئی ۔ اگرچہ یہ کتاب توصیفی انداز میں لکھی گئی مگر بعض مقامات پر تحقیقی سقم موجود ہیں۔ حوالہ جات اول تو نہ ہونے کے برابر ہیں اور جہاں ہیں زیادہ تر مستشرقین کی کتب سے ہیں۔ عربوں کے حالات بیان کرنے کے بعد سوانحِ رسول کا آغاز کیا ہے اور زندگی کے پہلے پچیس سال کا عنوان باندھا ہے جس کی مماثلت برہچاریہ آشرم کے ہندو تصور سے ہوتی ہے ۔ بعض ایسی روایات نقل کی ہیں جو اسلام کی تعلیمات اور تاریخ کے خلاف ہیں مثلاً فترۃ الوحی دوران آپ ﷺ کے متعلق لکھا ہے کہ ورقہ بن نوفل کی تسلی کے باوجود وہ میلے کچیلے کپڑے پہنے اور چادر اوڑھے رہتے تھے[4]، جب کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق صفائی نصف ایمان ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر معجزہ کا انکار کیا ہے[5]۔ علاوہ ازیں یہ کتاب تحقیق کے معیار پر پورا نہیں کرتی۔

6. چار مینار

گوبند رام سیٹھی پرشاد نے رام چندر جی، حضرت محمدؐ صاحب، حضرت عیسیٰؑ اور گرونانک جی کے حالات و تعلیمات چار مینار کے نام سے تحریر کئے۔ یہ مکمل سیرت کی کتاب نہیں ہے بلکہ مذکورہ چاروں حضرات کی زندگیوں کا تقابل ہے مگر انداز بیانیہ ہے۔ زبان عام فہم اور سلیس ہے مگر حوالہ جات مفقود ہیں۔ پہلی بار اتحاد پریس لاہور سے ۱۹۴۳ء میں 221 صفحات میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا مقصد وحدتِ ادیان اور وحدت الوجود کے عقیدے کا پرچار تھا۔

7. پیغمبر اسلامؐ

رگھوناتھ سہائے انیسویں صدی کے اخیر میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ساری عمر تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے اور دیال سنگھ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر ریٹائرڈ ہوئے 1895ء میں باقاعدہ طور پر باھمو سماج میں شمولیت اختیار کرلی اور اس تحریک کے اہم ترین مقصد تمام ادیادن کو یکجا کر کے ہندو مذہب میں شامل کرنا کے تحت بانیانِ مذاہب کے حالات ضبطِ تحریر میں لائے بعد ازاں رسول اکرم ﷺ کی باقاعدہ سوانح پیغمبرِ اسلام کے عنوان سے مرتب کئے جس کے آخر پر باب انیس میں آپ ﷺ کے خصائل وعادات، باب بیس میں آپ کی تعلیمات کا احاطہ بھی کیا ہے، جب کہ آپ سے متعلق چند روایات آخری باب میں بیان کی ہیں۔ یوں کسی حد تک اس میں سیرت کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔ یہ کتاب 1947ء میں شائع ہوئی۔

8. کالکی اوتار اور محمد

اس کتاب کے مصنف پنڈت وید پرکاش اپادھیائے ہیں۔ یہ 1947 میں انڈیا میں پیدا ہوئے اور سنسکرت ادب کے بڑے محقق شمار ہوتے ہیں۔ ان کی وجۂ شہرت ان کی یہ کتاب "کالکی اوتار اور محمد" ہے جو 1970ء میں شائع ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا غلام نبی شاہ نقشبندی نے کیا ہے۔ پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے اوتار کے مفہوم کی وضاحت کی ہے، اس کی وجوہات اور آخری اوتار کی خصوصیات، اس کا عہد، سماجی و مذہبی تبدیلی کے دور کا تقابل کرتے ہوئے یہ پیغام دیا ہے کہ ہندو جس کالکی اوتار کے انتظار میں ہیں وہ عرب میں محمد ﷺ کی صورت میں آ چکے ہیں [6]، ہندو جس کلک بھگوان کی پوجا کرتے ہیں مسلمان اس کو ہی مانتے ہیں [7]۔ یوں اس کتاب کی تالیف کے ذریعے اتحادِ مذاہب کی ایک کوشش کی ہے۔

9. Muhammad the Prophet of Islam

یہ کتاب پروفیسر کے۔ ایس راما کرشناراؤ کی انگریزی زبان میں تالیف ہے جو پہلی بار 1989ء میں شائع ہوئی۔ مصنف فلسفہ کے استاد ہیں انہوں نے فلسفیانہ نظر سے سیرت کا مطالعہ کیا اور وسعتِ قلبی سے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ اخلاق کے بل پر پھیلا ہے۔ جنگ صرف دفاع کے لئے اور ظلم کے خاتمے کے لئے لڑی گئی۔ اسلام دشمن کو معاف کرنا اور مساوات وعالمی برادری کا تصور پیش کرتا ہے۔ اسلام ایک تہذیب ساز قوت ہے۔

10. نراشنس اور انتم رشی

اس کتاب کے مصنف پنڈت وید پرکاش اپادھیائے ہیں۔ ان کی یہ کتاب اردو میں نہیں اس کا اردو ترجمہ وصی اقبال نے کیا جو 1999ء میں شائع ہوا۔ مترجم کے مطابق یہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ مضمون کی تلخیص

ہے دقیق لغوی ابحاث کو بیان نہیں کیا گیا۔ پنڈت وید پرکاش نے اس کتاب میں وید اور پران لٹریچر سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت محمد ﷺ وہی شخصیت ہیں جس کے آنے کی خبر ہندو مذہبی ادب میں دی گئی ہے اور اسکے لئے ویدک لفظ نر آنشنس استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے وہ انسان جس کی تعریف کی جائے چونکہ یہ لفظ عوامی نہیں اس لئے اس کا غلط ترجمہ کیا جاتا ہے انہوں نے نہ صرف اس کے زمانے، صفات اور نشانیوں کا ذکر بھی کیا جو ویدوں میں نر آنشنس کی بیان ہوئی ہیں بلکہ الہامی کتب کی پیش گوئیوں کو بطور دلیل پیش کیا ہے اس کتاب کے مترجم نے یہ لکھا ہے کہ یہ کتاب غیر مسلموں کے لئے ہے[8] حالانکہ حوالہ کے طور پر قرآن کی آیات بھی درج ہیں۔

ستیارتھ پرکاش

اس کتاب کے مصنف سوامی دیانند سرسوتی بانی آریا سماج ہیں ان کی یہ کتاب سیرت پر نہیں لیکن باب چودہ میں انہوں قرآن کے متعلق ایسی گفتگو کی ہے کہ اس نکتہ چینی اور تنقید کے تیر ناموسِ رسالت پر حملہ کر رہے ہیں اس لئے اس کتاب کو بھی شاملِ بحث کیا گیا ہے۔

ان کتب کے علاوہ بہت سی کتب اور مضامین مختلف زبانوں میں سیرت سے متعلق لکھے گئے یہاں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔

ادبِ سیرت ﷺ میں ہندو سیرت نگاروں کے رجحانات

اردو زبان کے ابتدائی دور میں باقاعدہ کتبِ سیرت تالیف نہیں ہوئیں بلکہ بصورتِ نظم نور نامے، میلاد نامے، معراج نامے، شادی نامے اور وفات نامے لکھے گئے اگرچہ ان میں عقیدت کا رنگ زیادہ ہے بہر حال کسی نا کسی طور سیرت سے متعلق ضرور ہیں باقاعدہ کتب کا آغاز بعد میں ہوا۔[9] انیسویں صدی کا نصفِ آخر اردو کی ترقی کا دور ہے اسی زمانے میں انگریزوں کے خلاف ہندوؤں اور مسلمانوں کی جنگِ آزادی کے نتیجے میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں میں بھی اس زبان نے فروغ پایا۔ چنانچہ اس زمانے میں انہوں نے نا صرف اردو ادب بلکہ اردو میں سیرتِ رسول ﷺ پر بھی قلم اٹھایا مزید برآں انہوں نے جو کتب ہندی یا دیگر زبانوں میں لکھیں مذہبی وابستگی کی وجہ سے اہل اسلام نے ان کے اردو تراجم بھی پیش کر دیئے اس کے علاوہ کتب انگریزی میں بھی لکھی گئیں جو مسلمانوں کے لئے قابلِ فہم ہیں۔ اہل ہنود کی تالیفِ سیرت سے متعلقہ ان کاوشوں کا جائزہ لیا جائے تو 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد ہندو سیرت نگاروں کے ادبِ سیرت کے مطالعہ سے دو رجحان نمایاں نظر آتے۔

1۔ معاندانہ ومناظرانہ رجحان　　　　2۔ توصیفی رجحان

معاندانہ ومناظرانہ رجحان

ہندو اور مسلمان ہزار سال اکٹھے رہنے کے باوجود کبھی ایک قوم نہ ہو سکے اسلام کا تصورِ توحید جب کہ ہندو کثرت پرستی کے باعث دونوں مذاہب کے پیروکاروں کی تہذیب وتمدن اور الگ تشخص برقرار رہا۔ مسلم مذہبی رواداری کے باوجود ان کے قلوب میں اسلام اور مسلم دشمنی پنپتی رہی جس کا اظہار ان کی تحریروں سے وقتاً فوقتاً واضح ہوتا رہا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ناموسِ رسالت پر حملے کئے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے تنقیدی اور مناظراتی منہج کا سہارہ لے کر مندرجہ ذیل موضوعات اختیار کرتے ہوئے اسلام دشمنی میں حقائق کو مسخ کرکے پیش کیا۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کی ازدوجی زندگی سے متعلق الزامات

ہندو مصنفین نے رسول اللہ ﷺ کی عفت وعصمت پر حملہ کیا اور آپ کی پاکیزہ حیات پر طرح طرح کے سوالات اٹھائے بالخصوص آپ کی کثرتِ ازدوج پر اعتراضات کئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کو لالچ کا باعث قرار دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کو رشتوں کی حرمت کی پامالی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم سنی میں شادی پر غلیظ الزامات تراشی کی۔ جموپتی کی کتاب اس طریق پر انتہائی گھٹیا کتاب ہے۔ اس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مقدس رسول میں ان کا مسکت جواب دیا ہے۔

2۔ جہاد پر اعتراض

بعض مصنفین نے مستشرقین کی فکر سے استفادہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ پر یہ الزام تراشی کی کہ آپ ﷺ نے تلوار وطاقت کے زور پر اسلام کو زبردستی مسلط کیا۔ حالانکہ مکہ کی تمام زندگی مسلمان صعوبتیں برداشت کرتے رہے وہ سب آپ کے اخلاق سے اسلام لائے کسی زور زبردستی سے نہیں اور مدینہ میں بھی جو جنگیں لڑیں وہ دفاعی تھیں اگرچہ مسلمانوں نے ہندوستان پر حکمرانی کی لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں اسلام صوفیاء و مشائخ کے سبب پھیلا۔ ان تمام حقائق کے باوجود جہاد کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں سوامی دیانند سرسوتی اور اس کے شاگرد لیکھ رام نے اس متعلق انتہائی غلط باتیں منسوب کی ہیں۔ اس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے حق پرکاش میں جواب دیا ہے جب کہ خود ہندو فلسفی آر-کے-راؤ نے اس کا رد کیا ہے۔[10]

ہندو سیرت نگاران میں معاندانہ رویے کے اسباب ومحرکات

ہندو قوم اگرچہ دیگر اقوام و مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ بھی اچھے تعلقات نہیں رکھتی تھی لیکن مسلم حکومت کے دور میں ان سے شفیق رویے کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ ان کا بغض وعناد بہت زیادہ تھا جو

بعض ہندو سیرت نگاروں کی تصانیف میں عیاں ہے یہ بے سبب نہ تھا اس کے متعدد محرکات تھے جن میں سے چند مندرجہ ذیل تھے

1. ہندوستان میں ہندو مذہب کے بعد کئی مذاہب آئے مگر کچھ عرصہ بعد ہی انہوں نے اپنی انفرادیت کھو دی اور ہندو مت میں ضم ہو گئے لیکن اسلام جب ہندوستان میں آیا تو اس نے نا صرف اپنا انفرادی تشخص بر قرار رکھا بلکہ اس کے عدل، مساوات کے اصولوں کے باعث اس کی مقبولیت میں بھی اضافہ ہوا۔ آزادئ ہند کی جنگ میں دونوں اقوام کی شرکت کے باوجود یہ دو الگ الگ قومیں رہیں اور اسی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

2. اسلام کا تصورِ توحید ہندوؤں کے کڑوڑوں دیوی دیوتاؤں کی پرستش کے پیچیدہ نظام کے بالکل بر خلاف بلا قید مقام و مرتبہ براہ راست خدائے یکتا کی عبادت کا سادہ نظام پیش کرتا ہے جو ہندوؤں کے ذات پات کے نظام کے بالکل بر عکس اور ان کے مذہبی اجارہ دار برہمن کو کبھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتا تھا۔

3. مسلمانوں کے لئے ہندو عداوت کی سب سے بڑی وجہ صدیوں تک برِ صغیر پر مسلمانوں کی حکومت تھی جس میں ہر طرح کی آزادی کے باوجود، فطری طور پر جھگڑالو قوم جو مسلم حکومت کے آنے سے پہلے چھوٹی چھوٹی راجدانیوں میں منقسم تھے آپس کی نا اتفاقی کے باعث مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھائی اور جب مسلم حملہ آور اور ان کی قائم کردہ وسیع سلطنت کی مضبوط حکومت کا مقابلہ نا کر سکے تو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے صلح جوئی کے لبادہ میں کئی راجاؤں نے اپنی بیٹیاں تک مسلمان حکمرانوں کے حرم میں داخل کر دیں لیکن پھر بھی اسلام کو ہندو مت میں ضم کرنے میں ناکام رہے۔ ان کی اولادیں مسلمان ہی رہی۔[11]

4. اپنی تاریخ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہندو قوم میں مختلف اصلاحی تحریکات کا آغاز ہوا جن کے پس منظر میں یہ فکر تھی کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے غیر ہندو یا تو ہندو مت اپنا لیں یا یہاں سے چلے جائیں۔ ان میں اہم تحریکات مندرجہ ذیل ہیں:

برہمو سماج

1827ء میں بنگال میں رام موہن رائے نے اس کی بنیاد رکھی۔ یہ بت پرستی کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ یہ وید میں نہیں۔ اس تحریک کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

آریہ سماج

سوامی دیانند سرسوتی نے 1875ء میں اس کی بنیاد رکھی اور مذہبی و سماجی اصلاحات کیں جن میں بت پرستی کا انکار، بیوہ کے نکاح کی حمایت، کم سنی کی شادی اور ذات پات کے نظام کی مخالفت کی۔ وہ چار مذاہب کو بنیادی

کہتے ہیں پرانی، جینی، کرانی اور قرآنی۔18 پرانی کو ماننے والے سناتن دھرمی کو پرانی کا نام دیا ہے جن میں برہم سماجی وسکھ شامل ہیں۔ جینی میں جین مت اور بدھ مت شامل ہیں۔ کرانی میں کرسچن جب کہ قرآنی میں مسلمان۔ ان کے نزدیک یہ سب جھوٹے مذاہب ہیں[12]۔

شدھی تحریک

شدھی تحریک کے بانی شردھانند نے 1920 میں اس کا آغاز کیا۔ اس کا مقصد ان ہندوؤں کو دوبارہ ہندو بنانا تھا جو اسلام یا کوئی دوسرا مذہب اختیار کر چکے تھے۔ شردھانند نے کھلے عام اسلامی عقائد پر اہانت آمیز اعتراضات چسپاں کرنے شروع کر دیئے جس پر ایک مسلمان کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا۔

سنگھٹن تحریک

اس تحریک کا آغاز 1921 میں ہوا۔ اس کا مقصد ہندوؤں کو ایسی تعلیم سے روشناس کرانا کہ وہ اپنی حفاظت، تعلیم، نظم ونسق کرنے کے ساتھ ساتھ مخالفین کا اچھی طرح مقابلہ کرنا تھا، جنگجو فورس تیار کر کے مسلمانوں سے جنگ کرنا تھا۔

ان تمام تحریکات کا مقصد ایک ہی تھا مگر حکمتِ عملی میں فرق تھا برھمو سماج کے علاوہ سب نفرت انگیز اور متشدد تھیں، ہندوؤں کے سیرتی ادب میں معاندانہ رجحان کی ایک وجہ یہ تحریکات بھی تھیں۔

5. برطانوی استعمار 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد برِصغیر پر مکمل طور پر قابض ہو گیا اور اس پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لئے یہاں کی اقوام کو آپس میں لڑانے کی چال چلی تاکہ یہ عوام آپس میں برسرِپیکار رہے اور وہ پر سکون ہو کر حکومت کرتے رہیں[13]۔ چونکہ انگریز مسلمانوں کو جنگِ آزادی کا محرک سمجھتے تھے اس لئے وہی ان کے عتاب کا نشانہ بنے۔[14] مذہب کسی بھی شخص کے لئے بڑا احساس معاملہ ہوتا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے خود ایسی سازشیں کیں جن سے ان اقوام کے مذہبی جذبات مجروح ہوں اور وہ اسی جواب بر جواب اور کشت وخون میں مصروف رہیں چنانچہ اسی زمانے میں فرقہ واریت کو ہوا دی گئی، فتنہ ختمِ نبوت اور انکارِ حدیث نے سر اٹھایا اسی طرح ہندو معاندانہ ادب بھی اسی چال کا حصہ تھا۔

توصیفی رجحان

اکثر کتبِ سیرت میں تعریفی وتوصیفی رجحان نمایاں ہے۔ مذکورہ سابقہ کتب میں صرف ایک باقاعدہ کتاب کے علاوہ تمام مذہبی رواداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے نا صرف آپ ﷺ کی توقیر کی گئی ہے بلکہ آپ کو بانیانِ مذاہب میں عظیم مصلح اور ہادی کا مقام دیا گیا ہے۔ عرب کے جاہلی معاشرہ میں آپ ﷺ کی بے داغ حیات، اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی گواہی

دی گئی ہے۔ اس طرزِ تحریر کے مقاصد کچھ بھی ہوں آپ ﷺ کی عظمت، شرافت، اور صداقت و امانت کا اقرار تقریباً سبھی نے کیا ہے، البتہ ہر کسی کا منہج مختلف ہے جن میں ادیبانہ منہج، تقابلی منہج، تاریخی وواقعاتی منہج، بیانیہ اور مناظرانہ منہج۔

سوامی لکشمن پرشاد کی کتاب "عرب کا چاند" ادیبانہ منہج پر لکھی جانے والی بہترین کتاب ہے[15] عموماً ہندو مصنفین نے جو اردو زبان میں کتبِ سیرت مرتب کی ہیں ان کی زبان سلیس اور انداز عوامی ہے مگر لکشمن پرشاد نے کم سنی کے باوصف کسی بڑے ادیب اور عقیدت مند کی طرح یہ سیرت تصنیف کی ہے۔

پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے اپنی دونوں کتب "نر آشنس اور آخری رسول" اور "کالکی اوتار اور حضرت محمد ﷺ" تقابلی منہج پر تحریر کی ہیں اور وید اور پران میں آخری اوتار کی بیان کردہ صفات کا تقبل خصائلِ رسول ﷺ سے کر کے ثابت کیا ہے کہ جس اوتار کا ہندو انتظار کر رہے ہیں وہ آچکا ہے۔

شردھے پرکاش دیوجی کی کتاب "سوانح عمری حضرت محمد پیغمبرِ اسلام" مناظرانہ، تاریخی وواقعاتی منہج کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی سے بھی بھرپور ہے[16]۔

ہندو سیرت نگاران میں توصیفی رجحان کے اسباب و محرکات

ہندو مصنفین کی جانب سے تصانیفِ سیرت میں مسلم اور اسلام دشمنی ہی نہیں ملتی بلکہ ایک لمبی فہرست ان ہندو مصنفین کی ہے جن کی سیرت نگاری میں مثبت ہی نہیں بلکہ تعریفی رجحان جھلکتا ہے جو متعدد حقائق سے وابستہ ہے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

1. **غیر متشدد فطرت**

اس رجحان کے لوگ غیر متشدد فطرت کے مالک تھے اور ان کی وابستگی عموماً براہمو سماج تحریک سے تھی جو ہندوؤں کی دیگر تحریکات کے برعکس زور زبردستی کے قائل نہیں تھے چنانچہ ان کی تحاریر میں توصیفی رنگ نظر آتا ہے.

2. **تشکیک**

ان تصانیف کے بغور مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی رواداری کی آڑ میں عوام کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسے کہ گوبند رام سیٹھی نے رام اور رحیم دونوں ایک ہیں کے تصور کو پروان چڑھایا ہے اسی طرح آپ ﷺ کی رسالت کے بارے میں شبہات پیدا کئے۔[17]

3. **اسلام کو ہندومت میں ضم کرنے کی کوشش**

بعض ہندو مصنفین نے پیغمبرِ اسلام کی سیرت کو اس طرح پیش کیا ہے کہ دینِ اسلام کا انفرادی تشخص باقی نہیں رہتا وہ اس کو ہندو مسلم ایکتا کا نام دیتے ہیں[18] جیسے کہ سندر لال اپنی کتاب میں عرب کے حالات بیان کرنے کے

بعد ہندو دھرم کے برہمچاریہ آشرم جو زندگی کے پہلے پچیس سال ہوتے ہیں کے مطابق آپ کے ابتدائی حالات کو زندگی کے پہلے پچیس سال کا عنوان دیا ہے۔ اسی طرح فترۃ الوحی کے دوران میلے کچیلے کپڑے پہننے کا ذکر کیا ہے[19] جو سراسر اسلام کے تصورِ پاکیزگی کے منافی اور ہندو رہبانیت کے قریب ہے۔

4. رسول ﷺ کی حیثیت و افضلیت کی نفی

بعض ہندو سیرت نگار آپ ﷺ کی تعریف بیان کرتے ہیں تو آپ کو ایک مصلح کا درجہ دیتے ہیں اور رسالت کا اقرار نہیں کرتے جیسے شردھے پرکاش دیوجی[20] اور گوبند رام سیٹھی چار مینار[21] میں کیا ہے۔

5. ھمہ اواست کا فلسفہ

بعض کتب تقابلی انداز سے اس طرح لکھی گئی ہیں کہ رسول اللہ کو اوتار ثابت کیا ہے جب کہ ہندو عوام کے نزدیک اوتار خدا کا درجہ رکھتا ہے[22] جب کہ اسلام خالص توحید کی تعلیم دیتا ہے خالق و مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتے خواہ وہ رسول ہی کیوں نہ ہو۔

6. ہندو مذہبی ادب خصوصاً وید کو الہامی و غیر محرف ثابت کرنا

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وید اور دیگر کتب سے بشارات کا تذکرہ کر کے ان کی حقانیت اور الہامی ہونا ثابت کرنا چاہا ہے حالانکہ ویدوں کے مصنفین کے بارے میں یہ خود آگاہ نہیں ہیں۔

7. وحدتِ ادیان کا فلسفہ

وحدتِ ادیان کے خوبصورت الفاظ میں شرک و توحید کی جمع کی کوشش بھی نظر آتی ہے[23]۔

نتائج بحث

سیرت نگاری میں مسلم مورخین و سیرت کے محققین کی خدمات کے ساتھ ہندو مصنفین کا ایک بڑا ذخیرہ بھی ملتا ہے جس میں اکثر سیرت پر مبنی نہیں بلکہ سوانح پر مشتمل ہے مگر یہ کافی حد تک سیرت میں فائدہ مند ضرور ہے۔ ہندو مصنفین کے ہاں سیرت نگاری کے دو رجحان ہیں۔

مخالفتی و تنقیدی رجحان اور تعریفی رجحان ان دونوں رجحانات میں مختلف مناہج سے کام کیا۔ ہر دو رجحان کو اختیار کرنے کے بعض اسباب ہیں جن سے آگاہی ایک محقق کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ کے اوصاف و خصائل کا بیان اور خدا کا فرستادہ اور معجزانہ کامیابی حاصل کرنے والی شخصیت کے اقرار اور عقیدت کے باوجود یہ دولتِ ایمان سے محروم کیوں رہے؟ حق رسائی کے باوجود قبولِ حق سے انکار کیوں؟ جہاں تک افرادِ امت کے علماء و مورخین کے سیرت و سوانح اور شمائل و خصائل کو زینتِ قرطاس بنانے کا تعلق ہے تو بلا خیالِ دیگر یقیناً اس کا

اولین سبب حب و عقیدتِ رسول ﷺ اور تذکر و مدحتِ نبوی جب کہ دوسرا اہم مقصد اشاعت و ترویجِ سیرت ، فروغِ محبت و اطاعتِ رسول ﷺ، اور تبلیغِ دین جب کہ اہم محرک حصولِ ثواب اور روزِ قیامت شفاعت کی امید ہے سب سے بڑھ کر اللہ ربِ کریم کا اپنے حبیب ﷺ کے ذکر کو تا قیامت بلند رکھنے کا وعدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرنِ اول سے آج تک مختلف زبانوں میں مختلف جہات سے ہزاروں کتبِ سیرت تالیف ہو چکی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔

حوالہ جات

1 انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسولؐ، پاکستان، لاہور ، اقبال اکیڈیمی، ۱۹۸۹ء ص ۴۶۸

2 لکشمن پرشاد، سوامی، آفتابِ حقانیت المعروف عرب کا چاند، انڈیا، پنجاب، حصار، دار الکتب سلیمانی، 1932، پہلے اسے دیکھ لیجئے۔

3 محمد مصعب انصاری، ڈاکٹر، "لکشمن پرشاد کی کتاب "عرب کا چاند" ایک نظریاتی مطالعہ"، نقیب الہند (جنوری-مارچ)۔

4 سندر لال، پنڈت، حضرت محمد اور اسلام، (انڈیا، الہ آباد، بشمبھر ناتھ، 1942ء)، 54

5 ایضاً، 65

6 وید پرکاش اپادھیائے، پنڈت، ڈاکٹر، کالکی اوتار اور محمد، مترجم وناشر: غلام نبی شاہ نقشبندی، انڈیا، 1970ء، 40

7 وید پرکاش، کالکی اوتار اور محمد، 39

8 وید پرکاش اپادھیائے، پنڈت، ڈاکٹر، مترجم: وصی اقبال، "نراشنس اور انتم رشی"، انڈیا، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی نگر، 1999، پیش لفظ۔

9 عبد الجبار خان، "اردو میں سیرتِ نبوی کا سرمایہ" مقالہ پی-ایچ-ڈی، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، 62

10 K.S.Ramakrishna Rao, "*Muhammad, The Prophet of Islam*", (Saudi Arabia, Riyadh, World Assembly of Muslim Youth,1989),08

11 مغل بادشاہ جہانگیر کی ماں جودہ بائی ہندو تھی مگر جہانگیر اور اس کی اولاد مسلمان رہے۔

12 دیانند سرسوتی، سوامی، سیتھیارتھ پرکاش، (لاہور، 1899)، 365

13 Basu Major B.D.(Retired),History of Education in India under the rule of the East India Company,(calcutta,R.Chatterjee,1867(187.

14 سید احمد خان، سر، اسباب بغاوتِ ہند، (علی گڑھ، یونیورسٹی پبلشرز۔ مسلم یونیورسٹی، 1958)، 07

[15] قدیر عبدالرحمٰن،سید،"بیسویں صدی میں ہند کے اردو سیرت نگارانِ رسول ﷺ"،مقالہ پی۔ایچ۔ڈی،(انڈیا ،کویمپو یونیورسٹی2003)،583

[16] محمد شکیل صدیقی،"سیرت نگاری کے رجحانات1857-1987"،مقالہ پی۔ایچ۔ڈی،(کراچی یونیورسٹی2005)،159

[17] گوبندرام سیٹھی،چارمینار،(لاہور، قومی کتب خانہ ریلوے روڈ،1943ء)،118

[18] سندرلال،پنڈت،حضرت محمد اور اسلام،52

[19] سندرلال،پنڈت،حضرت محمد اور اسلام،54

[20] شردھے پرکاش دیوجی،سوانح عمری حضرت محمد صاحب،(پاکستان07،لاہور،یونین سٹیم پریس،1913)،07

[21] گوبندرام سیٹھی،چارمینار،144

[22] اوتار کالفظی مطلب خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے مگر ہندوؤں کے نزدیک خود خداانسانی روپ میں آتا ہے۔

[23] سندرلال،پنڈت،حضرت محمد اور اسلام،193